فتویٰ نمبر: 6067 — تاریخ: 25 جولائی 2020ء

نصابِ قربانی کا معیار: سونا یا چاندی

سوال:

آج کل قربانی کے نصاب کا معیار کیا ہے؟ سونا یا چاندی؟ چاندی کو معیار بنانے کی صورت میں بہت بڑا حرج لازم آرہا ہے کہ غریب آدمی پر بھی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ یہاں امریکہ میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت 446 ڈالر ہے اور ایک نارمل بکرا 200 سے 250 ڈالرز میں مل رہا ہے۔ ظاہر ہے اس میں غریب اور متوسط آدمی کے لیے بہت بڑی مشکل پیدا ہو رہی ہے۔ ان حالات میں امت کی رہنمائی فرمائیں تاکہ امت حرج اور تنگی سے بچ سکے۔

سائل: محمد خالد برہان، امریکہ

جواب:

اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

لیکن اگر کسی کی ملکیت میں سونے کی مذکورہ مقدار یا چاندی کی مذکورہ مقدار نہ ہو یا ہو لیکن اس مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب اگر اس کی ملکیت میں کچھ سونا، کچھ چاندی، نقدی، مالِ تجارت اور گھر کا زائد از ضرورت سامان موجود ہو یا ان میں سے بعض موجود ہوں تو ان کی مجموعی قیمت کے لیے معیار کس نصاب کو بنایا جائے کہ اگر اس مجموعہ کی قیمت اس معیار کے مطابق ہو تو اس صاحبِ ملکیت شخص پر قربانی کو واجب قرار دیا جائے۔ چونکہ شروع میں دونوں نصابوں کی مالیت تقریباً برابر تھی تو فقہائے کرام مالک کو اختیار دیتے تھے کہ دونوں میں جس کو چاہے نصاب مقرر کرلے لیکن بعد ازاں مشائخ حنفیہ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ جو نصاب پہلے پورا ہو جائے اسے معیار بنایا جائے گا کیونکہ اس میں فقراء و مساکین کا فائدہ زیادہ ہے۔ زمانہ ماضی قریب سے تاحال محققین علمائے امت ان چیزوں کے مجموعہ کی مالیت کے لیے معیار ساڑھے باون تولہ چاندی

ہی کو بتاتے رہے ہیں اور امت اسی معیار کے مطابق قربانی کرتی چلی آرہی ہے کیونکہ چاندی کا نصاب پہلے پورا ہو جاتا تھا۔

موجودہ دور میں چاندی کی مارکیٹ ویلیو بہت بری طرح گر گئی ہے۔ عالمی مارکیٹ میں تجارت کے لیے معیاری کرنسی اب سونا ہی قرار پاچکا ہے جبکہ چاندی میں لوگوں کی رغبت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہو چکی ہے جس کی وجہ سے اس کی مالیت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اب معاشرے میں وہ لوگ جو مالی طور پر پسماندہ اور غریب سمجھے جاتے ہیں ان کے پاس بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر مذکورہ اموال موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ لوگ قربانی کے لیے "صاحبِ نصاب" سمجھے جاتے ہیں۔ اگر مذکورہ نصاب کے مطابق ان پر قربانی واجب قرار دی جائے تو یہ لوگ سخت تنگی اور حرج میں مبتلا ہوتے ہیں حتی کہ بیشتر افراد کو قربانی کے لیے اپنے مال کا تہائی اور بعض ممالک میں نصف حصہ بھی خرچ کرنا پڑتا ہے جس سے حرج کا تحقق واضح ہے۔

امت کے اس پسماندہ اور غریب طبقے سے تنگی و حرج دور کرنے کے لیے علمی حلقوں میں اس پر تحقیق و تفتیش کا سلسلہ جاری رہا ہے اور اب بھی ہے۔ کئی اہلِ علم حضرات کی تحقیقات وآراء اور اربابِ دار الافتاء کا رجحان اس موقف کی طرف ہے کہ عصر حاضر میں چاندی کی مارکیٹ ویلیو بہت زیادہ گر گئی ہے اس لیے اگر آج بھی چاندی کے نصاب کو قربانی کے لیے معیار قرار دیا جائے تو امت تنگی و حرج میں مبتلا رہے گی۔ اس لیے ان حضرات نے اب قربانی کے لیے چاندی کے بجائے سونے کے نصاب کو معیار قرار دیا ہے۔ کافی غور و خوض اور معاشرہ میں اس حرج کے عمومی مشاہدہ کے ساتھ ساتھ ذمہ دار؛ اربابِ افتاء اور محقق حضرات کے مقالات کے پیشِ نظر **ہماری رائے بھی یہی ہے کہ اب قربانی کے لیے سونے کے نصاب کو ہی معیار قرار دیا جائے۔**

ضمِّ نصاب، اموالِ تجارت، کرنسی اور زائد از ضرورت سامان میں چاندی کے بجائے سونے کے نصاب کو معیار بنانے کے لیے جو وجوہاتِ ترجیح ہمارے پیشِ نظر ہیں اور چاندی کو معیارِ نصاب قرار دیے جانے کی صورت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ساتھ ان خدشات کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے جن کا بعض قابلِ قدر اہلِ علم کی طرف سے اظہار کیا گیا ہے۔ تاہم نصاب کی اس تقرری پر ہمارا ہرگز اصرار نہیں، اس لیے اگر کوئی شخص احتیاط کے پیشِ نظر ساڑھے باون تولہ چاندی کا اعتبار کرتے ہوئے قربانی کرے تو بلا شبہ قابلِ قبول اور بہتر ہو گا۔

سونے کو معیار بنانے کی وجوہاتِ ترجیح

[1]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کا نصاب بیس دینار (ساڑھے سات تولے سونا)

اور چاندی کا نصاب دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) مقرر فرمایا تھا۔ دورِ نبوی میں ان دو نصابوں میں توازن قائم تھا کہ دو سو درہم کی قوتِ خرید بیس دینار کے برابر ہوا کرتی تھی۔ شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین محدث دہلوی (ت 1176ھ) لکھتے ہیں:

وَالذَّهَبُ مَحْمُولٌ عَلَى الْفِضَّةِ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ صَرْفُ دِينَارٍ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ فَصَارَ نِصَابُهُ عِشْرِينَ مِثْقَالًا.

(حجۃ اللہ البالغۃ: ص508)

ترجمہ: سونے کا نصاب چاندی کے نصاب پر مبنی تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ایک دینار؛ دس درہم کی مالیت کا شمار کیا جاتا تھا، اس لیے سونے کا نصاب بیس مثقال مقرر ہوا۔

ان دونوں نصابوں میں توازن اور ہم آہنگی کے پیشِ نظر ساڑھے باون تولہ چاندی کے مالک شخص کا قربانی کے حوالے سے "صاحبِ وسعت" اور "غنی" قرار پانا بالکل درست تھا لیکن آج (بوقت تحریر 25 جولائی 2020ء) دونوں نصابوں میں بہت زیادہ تفاوت پیدا ہو چکا ہے۔ آج ساڑھے سات تولہ سونا کی قیمت 885150 پاکستانی روپے اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت 74970 پاکستانی روپے ہے۔ قربانی کے لیے "غنیٰ" اور "وسعت" جو 885150 پاکستانی روپے کی مالیت میں متحقق ہونی چاہیے تھی وہ اب 74970 پاکستانی روپے میں متحقق ہوتی نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک متوسط طبقہ کے فرد کے لیے اس رقم میں سے متوسط بکرا خریدنا اور اس کے بعد اپنی ضروریات پوری کرنا استطاعت سے باہر ہے۔ اس کے مدمقابل اگر سونا معیار قرار پائے تو 74970 پاکستانی روپے کے مالک پر قربانی واجب قرار نہ دے کر اسے اس حرج سے بچایا جا سکتا ہے۔

[2]: احناف کے ہاں ظاہر الروایۃ میں مال کے مالک کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سونے یا چاندی میں سے جسے چاہے نصاب مقرر کر لے۔

شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی (ت 483ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ فِي الْكِتَابِ: وَيُقَوِّمُهَا يَوْمَ حَالَ الْحَوْلُ عَلَيْهَا إِنْ شَاءَ بِالدَّرَاهِمِ وَإِنْ شَاءَ بِالدَّنَانِيرِ... وَجْهُ رِوَايَةِ الْكِتَابِ: أَنَّ وُجُوبَ الزَّكَاةِ فِي عُرُوضِ التِّجَارَةِ بِاعْتِبَارِ مَالِيَّتِهَا دُونَ أَعْيَانِهَا، وَالتَّقْوِيمُ لِمَعْرِفَةِ مِقْدَارِ الْمَالِيَّةِ وَالنَّقْدَانِ فِي ذٰلِكَ سَوَاءٌ فَكَانَ الْخِيَارُ إِلَى صَاحِبِ الْمَالِ يُقَوِّمُهُ بِأَيِّهِمَا شَاءَ

(المبسوط للسرخسی: ج2 ص343، 344)

ترجمہ: کتاب میں مذکور ہے کہ مال پر جب سال گذر جائے تو مالک کو اختیار ہے کہ درہم کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرے یا دینار کے اعتبار سے... اس کی وجہ یہ ہے کہ تجارتی سامان میں زکوۃ اس

سامان کی مالیت کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے، خود سامان کے اعتبار سے واجب نہیں ہوتی۔ اس لیے سامان کی قیمت لگانے کا مقصد مالیت کا تعین ہے اور مالیت دونوں (سونا اور چاندی) سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی لیے مالک کو اختیار ہو گا کہ جس کے ذریعے بھی حساب لگانا چاہے لگا لے۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی (ت970ھ) لکھتے ہیں:

وَأَشَارَ بِقَوْلِهِ "وَرِقٌ أو ذَهَبٌ" إلىٰ أَنَّهُ مُخَيَّرٌ إِنْ شَاءَ قَوَّمَهَا بِالْفِضَّةِ وَإِنْ شَاءَ بِالذَّهَبِ لِأَنَّ الثَّمَنَيْنِ فِي تَقْدِيرِ قِيَمِ الْأَشْيَاءِ بِهِمَا سَوَاءٌ.

(البحر الرائق لابن نجیم: ج2 ص246)

ترجمہ: صاحبِ کتاب نے چاندی اور سونے کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مالک کو اختیار ہے چاہے تو چاندی کے حساب سے قیمت لگائے یا سونے کے اعتبار سے، کیونکہ اشیاء کی قیمت لگانے میں دونوں ثمن برابر ہیں۔

[3]: زکوۃ کا مقصد فقراء و مساکین کی حاجت روائی ہے، جبکہ قربانی کا مقصد حاجت روائی نہیں بلکہ اہراقِ دم یعنی خون بہانا / جانور ذبح کرنا ہے۔ نیز مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے تو سارا گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔ قربانی کی علت انفع للفقراء نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ اَنَّهُ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً.

(جامع الترمذی: ج1 ص275 باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: قربانی کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کر لیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

امام علاء الدین ابو بکر محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی (ت540ھ) لکھتے ہیں:

وَلِلْمُضَحِّيْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ أُضْحِيَتِهِ إِنْ شَاءَ كُلَّهَا وَإِنْ شَاءَ أَطْعَمَ الْكُلَّ.

(تحفۃ الفقہاء: ج3 ص87 کتاب الاضحیۃ)

ترجمہ: قربانی کرنے والے کو اختیار ہے؛ چاہے تو اپنی قربانی کا سارا گوشت خود کھا لے اور چاہے تو سارا دوسروں کو کھلا دے۔

[4]: یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انفع للفقراء کو بھی دیکھا جائے تو چاندی کو نصاب مقرر کرنے کی صورت میں معاشرے کے غریب اور ضرورت مند لوگوں پر بھی قربانی کا وجوب لازم آتا ہے۔ اگر کسی کے پاس صرف ایک تولہ سونا ہو اور اس کے ساتھ دس روپے بھی ہوں تو اس پر قربانی لازم ہو گی۔ یہ انفع للفقراء کے بجائے ان پر حرج اور مشقت کو لازم کرنا ہے۔

[5]: دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ساڑھے سات تولے سونے اور ساڑھے باون تولے چاندی کے ساتھ ساتھ بقیہ نصاب یعنی پانچ اونٹ، چالیس بکریوں اور تیس گائے کی مالیت تقریباً برابر تھی۔ آج بھی آخری تینوں نصاب چاندی کے بجائے سونے کے نصاب کی مالیت کے قریب بنتے ہیں۔ اس لیے سونے کو معیار قرار دینے میں باقی نصابوں سے مناسبت بحال رہتی ہے۔

[6]: زکوۃ اس پر لازم ہوتی ہے جس کی ملکیت میں سال بھر مال رہے، جبکہ قربانی اس پر بھی واجب ہو جاتی ہے جس کے پاس محض ایامِ قربانی حتی کہ تیسرے دن آخری وقت میں ہی مال آ جائے۔ اور زکوۃ صرف اڑھائی فیصد ہے، جبکہ چاندی کے اعتبار سے پاکستان کے اکثر شہروں میں اوسط بکرے کی خریداری کی صورت میں ایک تہائی یعنی تینتیس 33 فیصد تک مال خرچ ہو جاتا ہے۔ جبکہ دنیا کے کچھ ممالک میں اوسط بکرے / دنبے کی خریداری پر چاندی کے نصاب کا نصف یعنی پچاس 50 فیصد یا اس سے بھی زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اس میں متوسط اور غریب طبقے کے لیے سخت حرج ہے۔

[7]: قربانی کا وجوب صدقہ فطر سے کم درجہ کا ہے۔ مسافر پر صدقہ فطر تو واجب ہوتا ہے، لیکن قربانی نہیں۔ یہ حرج اور مشقت سے بچانے کے لیے ہے۔ تو چاندی کی مالیت کو نصاب قرار دے کر غریب اور ضرورت مند لوگوں پر قربانی واجب کرنے میں اس سے زیادہ مشقت اور حرج ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

"وَصَدَقَةُ الْفِطْرِ مُقَدَّمَةٌ عَلَى الْأُضْحِيَّةِ وَإِنْ كَانَتِ الْأُضْحِيَّةُ أَيْضًا وَاجِبَةً عِنْدَنَا لٰكِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ مُتَّفَقٌ عَلٰى وُجُوبِهَا وَالْأُضْحِيَّةُ وُجُوبُهَا مَحَلُّ الِاجْتِهَادِ فَالْمُتَّفَقُ عَلَى الْوُجُوبِ أَقْوٰى فَكَانَتِ الْبُدَاءَةُ بِهَا أَوْلٰى"

(فتاویٰ عالمگیریہ: ج6 ص139 کتاب الوصایا فصل الوصایا اذا اجتمعت فالثلث لا یخلو)

ترجمہ: صدقۃ الفطر کی ادائیگی قربانی پر مقدم ہے اگرچہ ہمارے نزدیک قربانی بھی واجب ہے لیکن صدقۃ الفطر کے وجوب پر فقہاء کرام رحمہم اللہ متفق ہیں جب کہ قربانی کا وجوب اجتہادی مسئلہ ہے۔ لہٰذا جس چیز کے وجوب پر اتفاق ہے وہ تقویت کی وجہ سے تقدیم کے زیادہ لائق ہے۔

[8]: معاشرے کے بہت سے لوگ مثلاً ٹھیلے لگانے والوں کے پاس اتنی رقم نقدی کی شکل

میں ہوتی ہے اور یہ ان کے کام کو رواں دواں رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بمشکل کافی ہوتی ہے۔ اسی طرح تنخواہ دار متوسط طبقہ جو عیال دار بھی ہو، اپنے بجلی، گیس وغیرہ کے بل کے ساتھ ساتھ کچن کے اخراجات اس رقم میں بمشکل پورے کرتا ہے۔ اگر کرایہ دار بھی ہو تو مسائل اور بڑھ جاتے ہیں۔ خصوصاً شہروں میں رہنے والوں کے لیے معاملات اور بھی گمبھیر ہیں۔ اسی طرح اکثر خواتین (جن میں بیوہ، نادار، غرباء بھی شامل ہیں) کے پاس ایک آدھ تولہ سونا ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ نادار خواتین کے پاس چند روپے بھی ہوں تو چاندی کا نصاب پورا ہو جاتا ہے، لیکن ان پر قربانی کو لازم کرنا سخت حرج اور مشقت والی بات ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سونے کی مالیت کو نصاب مقرر کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ ظاہر الروایۃ میں صاحبِ نصاب کے اختیار، انفع للفقراء، وجودِ حرج، عدمِ کفایت، فقدانِ تناسب اور تغیر فی الثمن کے عوامل کی بنا پر قربانی میں چاندی کے بجائے صرف سونے کو نصاب کا معیار بنانا بہتر ہے۔

بعض خدشات کا ازالہ:

خدشہ نمبر 1:

احناف کی ظاہر الروایہ میں سامانِ تجارت کی قیمت لگانے میں مالک کو اختیار اس وقت دیا گیا ہے جب سامان؛ سونا اور چاندی دونوں کی قیمت کے حساب سے نصاب کو پہنچتا ہو لیکن اگر ایک کے حساب سے نصاب مکمل ہو اور دوسرے کے حساب سے مکمل نہ ہو تو اسی کے ذریعے قیمت لگانا ضروری ہے جس سے نصاب کی تکمیل ہو۔ اس صورت میں مالک کو اختیار نہ دیا جائے۔

ازالہ:

یہ بات واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سونے اور چاندی کے نصاب میں تفاوت نہیں تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ فرق معرض وجود میں آتا رہا۔ ظاہر الروایۃ میں تخییر کی وجہ بھی یہی تھی کہ جب دونوں نصابوں میں باہم تقریباً مساوات تھی تو جس نصاب کی مطابقت بھی ملحوظ رکھی جاتی نتیجہ ایک ہی نکلتا۔ مشائخ حنفیہ نے اپنے اپنے ادوار میں مال کے چاندی کے نصاب کو پہنچنے کی صورت میں وجوب زکوۃ کا جو حکم لگایا ہے (اگرچہ مال سونے کے نصاب کو نہ پہنچے) تو اس کی وجہ جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ادوار میں بھی سونے اور چاندی کے نصاب میں تفاوت معمولی بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا اور چونکہ انفع للفقراء کی قید ملحوظ تھی اس لیے انہوں نے اس معمولی فرق کو قابلِ اعتناء نہ سمجھتے ہوئے حد درجہ احتیاط کے پیش نظر چاندی کے

نصاب کو ہی معیار قرار دیا۔

ان کے ادوار میں چاندی کے نصاب کو معیار مقرر کرنے میں عوام کے لیے حرج بھی لازم نہ آتا تھا۔ لیکن آج کل کے دور میں سونے اور چاندی کے نصاب میں تفاوت بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ اب اگر عدمِ تخییر کے قول ہی کو متعین قرار دیا جائے تو عوام کو سخت حرج کا سامنا ہو گا اور مشائخ حنفیہ نے انفع للفقراء کے مقصد کے پیش نظر جو چاندی کا نصاب متعین فرمایا تھا وہ مقصد اب اَضرّ لِلفقراء بن جائے گا۔ اس لیے آج کے دور میں سونے کے نصاب کو معیار قرار دینا مشائخ حنفیہ ہی کے مقصود کی ترجمانی اور انفع للفقراء کی تکمیل ہے؛ ان کے مقاصد سے خروج نہیں۔

خدشہ نمبر2:

اگر قربانی کے معاملے میں چاندی کو معیار قرار دیا نہ جائے تو نوادر کی روایت "انفع للفقراء" پر عمل نہیں ہو پائے گا۔

ازالہ:

اس میں چند امور ملاحظہ ہوں:

1- قربانی میں انفع للفقراء مقصود ہی نہیں بلکہ مقصد اھراقِ دَم ہے۔ لہٰذا انفع للفقراء کی رعایت ضروری نہیں۔

2- چاندی کو نصاب کا معیار قرار دینے کی صورت میں امت کے غرباء کے ایک بہت بڑے طبقے پر قربانی واجب قرار پاتی ہے جو ظاہر ہے کہ انفع للفقراء کسی صورت نہیں ہو سکتا۔

3- انفع للفقراء کے تحقق کے لیے دو باتیں ہونی چاہییں: اول انفع للفقراء بذات خود مقصد ہو، دوم انفع للفقراء کی رعایت میں خود فقراء کو ضرر لاحق نہ ہو۔ یہ دونوں باتیں زکوۃ میں تو متحقق ہو جاتی ہیں کہ زکوۃ کا مقصد فقراء کی امداد ہے۔ نیز زکوۃ؛ مالِ نصاب کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے اور یہ چیز صاحبِ نصاب کو ضرر نہیں دیتی اگرچہ معیارِ نصاب چاندی ہی ہو۔ لیکن قربانی میں اول تو فقراء کی امداد بذات خود مقصود نہیں۔ ثانیاً قربانی کا جانور بعض مرتبہ چاندی کے نصاب کے تہائی اور بعض مرتبہ نصف حصہ کے برابر ہوتا ہے جو یقیناً بہت بڑا ضرر ہے۔ اس لیے انفع للفقراء کی رعایت زکوٰۃ کے معاملے میں چاندی کو معیار بنانے سے اور قربانی کے معاملہ میں سونے کو معیار ٹھہرا کر کی جائے تو زیادہ موزوں ہے۔

خلاصہ:

[۱]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں سونے کی مذکورہ مقدار یا چاندی کی مذکورہ مقدار نہ ہو یا ہو لیکن اس مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب دیکھا جائے گا کہ اگر اس کی ملکیت میں یہ پانچ چیزیں:

- سونا
- چاندی
- نقدی
- مالِ تجارت
- گھر کا زائد از ضرورت سامان

موجود ہوں یا ان میں سے بعض موجود ہوں اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

اگر ان کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو بلکہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوتی ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔ تاہم اگر کوئی شخص احتیاط کے پیشِ نظر ساڑھے باون تولہ چاندی کا اعتبار کرتے ہوئے قربانی کرے تو بہتر ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب

الجواب الصحیح

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی سرگودھا

الجواب صحیح

ابو محمد ... حنفی

دار الافتاء
6067
25-07-2020

(مفتی) محمد یوسف